Rohtas Mahila College , Sasaram

Dr. Shahla Bano
Dept of Urdu

Course:-B.A part III Hons paper 6th(2019-20)
Book:- Moquadma Sher-o-Shairi
Topic:-Samaji shairi or Haali ke Nazaryat

Scanned with CamScanner

سوال: اِس شاعری سماجی شعور کی ترسیل میں کہاں تک معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ حالی کے نظریات کی روشنی میں بحث کیجیے

جواب: حالی کی تنقید کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ ادب زندگی کیلئے ہوتا ہے۔ ادب برائے ادب نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ جب ہم شعر و ادب کی بنیادی تحریکات اپنے معاشرے اور ماحول سے حاصل کرتے ہیں تو کہیں نہ کہیں سے ہمارا خارجی ماحول ہمارے شعری احساسات پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اب اگر شعر و ادب کی تخلیق کا کوئی مقصد و مطلب نہ ہو تو یہ حیرت انگیز بات ہوگی۔ خارجی واقعات و سانحات سے ہم جو تاثر حاصل کرتے ہیں اسکی کئی شکلیں ہو سکتی ہیں۔ ہم یا تو ان واقعات کو ایک ناظر کی طرح دیکھ کر بیان کر دیتے ہیں یا نامساعد حالات سے گزر کر ہم میں ~~[illegible]~~ احساس کا ایک پہلو پیدا ہوتا ہے بعد میں نئے حالات کو جنم دینے کا عزم کرتے ہیں۔ غرض جو مادی اور خارجی حالات ہماری شاعری کے محرک بنتے ہیں، ہمارا ذہن اور اسکا ردعمل انہیں حالات و کوائف سے ہوتا ہے۔ اسلئے یہ کہنا لایعنی بات ہوگی کہ شاعری کا خارجی ماحول اور معاشرے سے کوئی تعلق نہیں۔ شاعر مجرد واقعات اور تجربات سے لطیف ترین احساس پیدا کرتا ہے۔ کبھی وہ اسی تلخی کا اظہار کرتا ہے جو تلخی اسے ماحول کی طرف سے ملتی ہے

بقول شاعر ؎

دنیا نے تجربات و حوادث کی شکل میں
جو کچھ مجھے دیا ہے وہ لوٹا رہا ہوں میں

اور کبھی وہ ایسے واقعات کو نہاں خانۂ دل میں اتار کر ان کا تذکیہ کرتا ہے اور ایک بہتر ردعمل کا مظاہرہ کرتا ہے یہ شاعر کا ایک اخلاقی اور تعمیری رجحان ہوتا ہے۔ ان تمام باتوں سے مراد یہ ہے کہ شاعری کوئی اوپر سے اتری ہوئی چیز نہیں۔ وہ ہمارے تہذیبی، اقتصادی اور سماجی صورت حال سے پیدا ہوتی ہے اور انہیں موضوعات کو احاطہ کرتی ہے لیکن اسکے باوجود شاعر کا ردعمل براہ راست نہیں ہوتا۔ یہ بڑا پیچیدہ لطیف اور غیر واضح ہوتا، یہی وجہ ہے کہ شعر و ادب کے تمام اچھے نمونوں میں ترسیل کی ناکامی کا احساس ہوتا ہے۔ لیکن یہ ناکامی کا احساس ان انہیں افراد کو ہوتا ہے جو یا تو ان حالات سے نہیں گزرے ہیں جن سے شاعر گزرا ہے یا پھر انہوں نے ان واقعات کو اس شدت اور گہرائی سے محسوس نہیں کیا جس سے شاعر متحرک ہوا ہے۔ بقول میر ؎

سرسری ہم جہان سے گزرے
ورنہ ہر جا جہانِ دیگر تھا

P.T.O.

ایک عام شاعر اور شاعر میں فرق یہ ہے کہ عام آدمی واقعات و حوادثات کی اس دنیا میں سرسری طور پر گزر جاتا ہے اور شاعر ہر واقعہ کے پس پردہ چھپی ہوئی دنیاؤں تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ شاعر کی دور رس نگاہیں سماج کے باریک ترین گوشوں میں پہنچ جاتی ہیں اور اپنے فن کیلئے مواد اکٹھا کر لیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ باریک حقائق انتہائی لطافت کے ساتھ بیان ہوتے ہیں اور عام قاری کی گرفت سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ صحیح معنوں میں یہ لطیف ترین احساسات و تصورات بھی سماج کے کسی نہ کسی گوشہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

جب یہ بات طے پا گئی کہ شعر و ادب کا بنیادی موضوع ہمارے خارجی واقعات اور حادثات ہیں تو ظاہر ہے کہ اس دائرہ سے شاعر اگر نکلنا چاہے تو نہیں نکل سکتا۔ میر کی شاعری اور اسکے درد و گداز کے پیچھے خود ان کی زندگی کے حادثات جھانکتے نظر آتے ہیں۔ غالب کی بے نیازی غموں سے مقابلہ کرنے کی جرأت اور اپنے آپ میں کھوئے رہنے کی کیفیت بھی اس عہد کے سیاسی اور معاشرتی حالات کی عکاسی کرتی ہے۔ اسی طرح اقبال، آتش، انیس اور سبھوں کی شاعری کے موضوعات اور ان کا لب و لہجہ خارجی ماحول اور فضا سے اثر حاصل کرتا ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر خارجی حالات بلکہ مادی انقلاب شاعری کے اہم ترین محرک ہیں۔ شاعر تمام تر نزاکتوں، لطافتوں اور پیچیدگیوں کے باوجود ان موضوعات میں اسیر رہتا تھا۔ اس لئے یہ بات واضح ہے کہ شاعری کسی انداز کی ہو معاشرتی اور سماجی حالات سے غافل نہیں رہ سکتی۔ لیکن اسکے باوجود شاعری کے ذریعہ سماجی مقصد کی تکمیل ایک نزاعی مسئلہ رہتا ہے۔ شاعری سماج سے متعلق تو ہوتی ہے لیکن سماج کی اصلاح اور تغیر و تبدل کے سلسلہ میں اس کا حصہ کچھ زیادہ نہیں ہوتا۔ شاعری چونکہ ہمارے احساسات کو بیدار کرتی ہے اسلئے یہ اتنا تو ضرور ہے کر سکتی ہے کہ کسی سماجی انقلاب کیلئے ہمارا ذہن ہموار کرے۔ لیکن شاعر پر کچھ خاص یہ ذمہ داری رکھی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے فن کے ذریعہ سماجی مسائل پیش کرے اور الجھے ہوئے مسئلوں کو حل کرے۔ اسکی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ شاعر اپنے موضوعات کے انتخاب میں شعور سے کم کام لیتا ہے احساس سے زیادہ کام لیتا ہے۔ واقعات از خود اسکے ذہن و دل میں اتر جاتے ہیں اور شعر کا موضوع بن جاتے ہیں۔ کبھی کوئی اہم سماجی واقعہ کسی شاعر کے نزدیک زبردست تحریک کا باعث نہیں بنتا اور کبھی کوئی معمولی واقعہ بھی شاعر کے ذہن کو انگیخت کرتا ہے اور اس سے کوئی کامیاب تخلیق پیش کرا دیتا ہے۔

حالی نے اپنی تنقید کی بنیاد اس امر پر رکھی ہے کہ شاعری کے بنیادی محرکات سماج سے حاصل ہوتے ہیں - ہماری شاعری سماجی مقاصد کی براہ راست تکمیل کر سکتی ہے - اسی بنیاد پر حالی نے شاعری کو تابع اخلاق بتایا ہے - وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ایسی شاعری کامیاب شاعری ہو سکتی ہے جو ہمارے انفرادی اور اجتماعی ذہن کو گمراہیوں سے بچائے - بے اعتدالی اور عریانی سے ہٹا کر ہمیں زندگی کی ایسی قدریں عطا کرے جن سے ہماری دنیا اور عاقبت دونوں سنور سکتی ہے - حالی نے اس سلسلہ میں ادبیات آدم کی چند مثالیں بھی پیش کی ہیں اور یہ بتایا ہے کہ بہت سے مواقع ایسے آتے ہیں کہ شاعری نے اہم فرائض انجام دئے ہیں - حالی شاعری کو معاشرہ کے تابع بتاتے ہیں - لیکن حالی نے شاعری کے اصل مقصد سے ہٹ کر اس کے عام اور غیر اہم مقاصد پر زور دیا ہے شاعری احساسات و جذبات کی نمائندہ ہوتی ہے - سوسائٹی کے واقعات کی براہ راست ترجمان نہیں ہوتی - دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ شاعری کا اثر ہمارے خیالات و احساسات اس انداز میں پڑتا ہے کہ ترک و قبول کی ساری ذمہ داری ہمارے سر رہتی ہے - شاعر خود اس بات کا فیصلہ کرکے ہمیں خاص مقصد کی جانب لے جانے پر مصر نہیں ہوتا - یہ مجرد جذبات و احساسات کی پیش کش کرتا ہے اور زندگی کی قدروں کے سلسلہ میں کسی Comentment سے کام نہیں لیتا اسکی وجہ یہ ہے کہ حالی نے شاعری کے ذریعہ جن قدروں کی وکالت پر زور دیا ہے وہ قدریں جامد یقینی نہیں ہیں - ان میں ہر آن تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے - شاعری حسن انسانیت، محبت وغیرہ جیسے مجرد صفات کی طرف ضرور لے جاتی ہے مگر ان صفات کو کسی سماجی مرقعے یا کسی عہد سے وابستہ کرکے قاری کو کسی مخصوص سمت میں لے جانے کا کام نہ شاعری کے ذمہ ہے اور نہ ہونا چاہئے -